قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابوسعید

Online Edition

ہفتہ 06 فروری 2021ء | 23 جمادی الثانی 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:32

فرمانِ رسول ﷺ

بیویوں میں عدل نہ کرنے والے کی حالت

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور اس کا جھکاؤ صرف ایک طرف ہو اور دوسری کو نظر انداز کرتا ہو تو قیامت کے دن اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کا ایک حصہ جسم کا کٹا ہوا یا علیحدہ ہوگا۔

(سنن نسائی کتاب عشرۃ النساء باب میل الرجل حدیث نمبر ۳۹۴۲)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

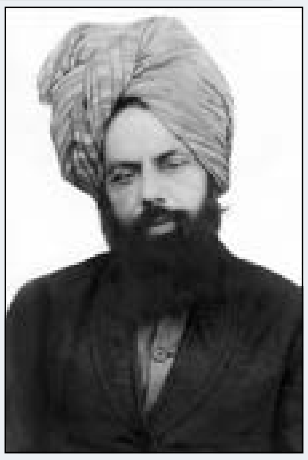

تعدد ازواج اور بیویوں میں اعتدال

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’پہلی بیوی کی رعایت اور دلداری یہانتک کرنی چاہیئے کہ اگر کوئی ضرورت مرد کو ازدواج ثانی کی محسوس ہو لیکن وہ دیکھتا ہے کہ دوسری بیوی کے کرنے سے اس کی پہلی بیوی کو سخت صدمہ ہوتا ہے اور حد درجہ کی اُس کی دلشکنی ہوتی ہے تو اگر وہ صبر کر سکے اور کسی معصیت میں مبتلا نہ ہوتا ہو اور نہ کسی شرعی ضرورت کا اُس سے خون ہوتا ہو تو ایسی صورت میں اگر اُن اپنی ضرورتوں کی قربانی سابقہ بیوی کی دلداری کے لئے کر دے اور ایک ہی بیوی پر اکتفا کرے۔ تو کوئی حرج نہیں ہے اور اُسے مناسب ہے کہ دوسری شادی نہ کرے۔‘‘

مزید فرمایا:

’’ہمیں جو کچھ خدا تعالیٰ سے معلوم ہوا ہے وہ بلا کسی رعایت کے بیان کرتے ہیں۔ قرآن شریف کا منشا زیادہ بیویوں کی اجازت سے یہ ہے کہ تم کو اپنے نفوس کو تقویٰ پر قائم رکھنے اور دوسرے اغراض مثلاً اولاد صالحہ کے حاصل کرنے اور خویش و اقارب کی نگہداشت اور اُن کے حقوق کی بجا آوری سے ثواب حاصل ہو۔ اور اپنی اغراض کے لحاظ سے اختیار دیا گیا ہے کہ ایک دو تین چار عورتوں تک نکاح کر لو لیکن اگر ان میں عدل نہ کر سکو تو پھر یہ فسق ہوگا۔ اور بجائے ثواب کے عذاب حاصل کرو گے کہ ایک گناہ سے نفرت کی وجہ سے دوسرے گناہوں پر آمادہ ہوئے۔ دل دُکھانا بڑا گناہ ہے اور لڑکیوں کے تعلقات بڑے نازک ہوتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد ہفتم۔صفحہ 64تا65 ایڈیشن 1984ء)

اسی طرح ایک اور موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یتیم لڑکیاں جن کی تم پرورش کرو ان سے نکاح کرنا مضائقہ نہیں لیکن اگر تم دیکھو کہ چونکہ وہ لاوارث ہیں شاید تمہارا نفس ان پر زیادتی کرے تو ماں باپ اور اقارب والی عورتیں کرو جو تمہاری مؤدب رہیں اور ان کا تمہیں خوف رہے۔ ایک دو تین چار تک کر سکتے ہو بشرطیکہ اعتدال کرو اگر اعتدال نہ ہو تو پھر ایک ہی پر کفایت کرو گو ضرورت پیش آوے۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 337)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِی الۡیَتٰمٰی فَانۡکِحُوۡا مَا طَابَ لَکُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَۃً اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ ذٰلِکَ اَدۡنٰۤی اَلَّا تَعُوۡلُوۡا۔

(سورۃ النساء: 4)

ترجمہ: اور اگر تم ڈرو کہ تم یتامیٰ کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے تو عورتوں میں سے جو تمہیں پسند آئیں ان سے نکاح کرو۔ دو دو اور تین تین، چار چار لیکن اگر تمہیں خوف ہو کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے تو پھر صرف ایک کافی ہے یا وہ جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یہ طریق قریب تر ہے کہ تم ناانصافی سے بچو۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

بیویوں کے درمیان کامل عدل کا معاملہ کرو

پس بیوی کے حقوق کی ادائیگی اتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ نہیں ادا نہ کرکے انسان ابتلاء میں پڑ جاتا ہے یا پڑ سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بن جاتا ہے۔ میں نے آنحضرت ﷺ کی ایک دعا کا ذکر کیا تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا عرض کرتے تھے کہ میں ظاہری طور پر تو ہر ایک کے حق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن کسی بیوی کی کسی خوبی کی وجہ سے بعض باتوں کا اظہار ہو جائے جو میرے اختیار میں نہیں تو ایسی صورت میں مجھے معاف فرما۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے اور خدا تعالیٰ جس نے انسان کو پیدا کیا اور پھر ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت بھی دی، جو بندے کے دل کا حال بھی جانتا ہے جس کی پاتال تک سے وہ واقف ہے، غیب کا علم رکھتا ہے۔ اس نے اس بارہ میں قرآن کریم میں واضح فرما دیا ہے کہ ایسی صورت حال پیدا ہو سکتی ہے کہ بعض حالات کی وجہ سے تم کسی طرف زیادہ جھکاؤ کر جاؤ۔ تو ایسی صورت میں یہ بہرحال ضروری ہے کہ جو اس کے ظاہری حقوق ہیں، وہ مکمل طور پر ادا کرو۔ جیسا کہ سورۃ نساء میں فرماتا ہے کہ وَلَنۡ تَسۡتَطِیۡعُوۡۤا اَنۡ تَعۡدِلُوۡا بَیۡنَ النِّسَآءِ وَلَوۡ حَرَصۡتُمۡ فَلَا تَمِیۡلُوۡا کُلَّ الۡمَیۡلِ فَتَذَرُوۡہَا کَالۡمُعَلَّقَۃِ ؕ وَاِنۡ تُصۡلِحُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا (النساء:130) اور اب تم یہ توفیق نہیں پا سکو گے کہ عورتوں کے درمیان کامل عدل کا معاملہ کرو خواہ تم کتنا ہی چاہو۔ اس لئے یہ تو کرو کہ کسی ایک کی طرف کلیۃً نہ جھک جاؤ کہ اس دوسری کو گویا لٹکتا ہوا چھوڑ دو۔ اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تو ایسے معاملات جن میں انسان کو اختیار نہ ہو اس میں کامل عدل تو ممکن نہیں لیکن جو انسان کے اختیار میں ہے اس میں انصاف بہرحال ضروری ہے۔ اور ظاہری انصاف جیسا کہ میں بتا آیا ہوں کہ کھانا، پینا، کپڑے، رہائش اور وقت وغیرہ سب شامل ہیں۔ اگر صرف خرچ دیا اور وقت نہ دیا تو یہ بھی درست نہیں اور صرف رہائش کا انتظام کر دیا اور گھریلو اخراجات کے لئے چھوڑ دیا کہ عورت لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتی پھرے تو یہ بھی درست نہیں ہے۔ پس ظاہری لحاظ سے مکمل ذمہ داری مرد کا فرض ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8 مئی 2009ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- یا مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا (منظوم)
- ’’جو میرے نام آیا‘‘
- حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں تین فتنوں کے متعلق پیشگوئی
- گاؤٹ نقرس۔ جوڑوں کا درد اور اس کا بروقت علاج

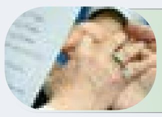

دربارِ خلافت

حضرت بہاول شاہ صاحب ولد شیر محمد صاحب، انبالہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

حضرت بہاول شاہ صاحب ولد شیر محمد صاحب جو انبالہ کے تھے، لکھتے ہیں کہ اس عاجز کو اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح و مہدی سے کیونکر ملایا اور مل کر ان سے کیا فیض حاصل ہوا، اس کے متعلق خاص حالات ہیں۔ میں اپنے وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ خدا کو حاضر ناظر جان کر جس کے آگے جھوٹ بولنا کفر و ضلالت اور جہنم حاصل کرنا ہے، بیان کرتا ہوں کہ مجھے خدا کے فضل سے دین کے ساتھ بچپن سے ہی محبت تھی۔ تقریباً 30 سال کی عمر میں ایک سنت نبوی پر عمل کرنے اور اس میں کچھ کج روی پیدا ہونے کے باعث ایک فوجداری مقدمہ تین سال تک رہا جس میں تنگی و تکلیف کی کوئی حد نہ تھی۔ میرے سے زیادہ گاؤں والوں کو تکلیف تھی کیونکہ اس کج روی کا وہی باعث تھے۔ بچپن ہی سے مجھے کسی سچے رہبر و راہنما کی دل میں خواہش تھی۔ کئی بزرگوں کی طرف نظر تھی دل کو اطمینان نہ تھا۔ آخر میاں جی امام الدین صاحب چک لوہٹوی کی معرفت جو میرے استاد اور مولوی عبدالحق صاحب کے جو اس وقت زندہ، لیکن مسیح موعود سے منحرف ہیں کے والد تھے (جو اس وقت زندہ ہیں لیکن مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانا، ان کے والد تھے) یعنی عبدالحق کے والد تھے۔ جو میرے احمدی ہونے کے بعد احمدی ہو کر فوت ہوئے۔ یعنی بیٹا احمدی نہیں ہوا۔ والد احمدی ہوئے لیکن ان کے بعد۔ ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے۔ کہتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کے دعاوی کی نسبت باتیں سننے میں آتیں اور فرمایا کرتے کہ زمانہ امام کو چاہتا ہے اور واقعی مرزا صاحب سچے امام ہیں۔ لوگ ان کو برا کہتے ہیں۔ میری طرف اور مولوی عبدالحق صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے کہ دیکھنا تم ان کو کبھی برا نہ کہنا۔ جب مولوی محمد حسین دہلی میں مولوی نذیر حسین صاحب کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کفر کا فتویٰ لگانے کے لئے گئے تھے۔ اس وقت میں اور مولوی عبدالحق، مولوی نذیر حسین کے پاس تعلیم حاصل کرنے کے لئے دہلی ہی میں تھے۔ مَیں تو چھ، سات ماہ کے بعد واپس اپنے استاد کی خدمت میں چک لوہٹ حاضر ہو گیا لیکن مولوی عبدالحق صاحب دہلی میں پڑھتے رہے۔ مولوی محمد حسین نے دہلی سے واپس آ کر ہمارے اردگرد کے گاؤں میں حضرت صاحب کو لوگوں سے کافر کہلوانے کی خاطر دورہ شروع کیا۔ میاں جی امام الدین صاحب کے پاس بھی پہنچے لیکن انہوں نے ہرگز برا نہ کہا اور یہ جواب دیا کہ آپ نے جو کفر کا محل تیار کیا ہے اس میں میرے لئے اینٹ لگانے کو کونسی جگہ خالی ہے۔ آپ عالم ہیں۔ آپ ہی کو مبارک ہو۔ آخر محمد حسین ناامید ہو کر چلا گیا۔ مجھے منشی عبداللہ صاحب سنوری جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے خادم تھے اور ان کا ذکر خیر اکثر مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتابوں میں نہایت خوبی سے کیا ہے، اُن سے محبت تھی۔ جب مقدمہ نے زیادہ طول پکڑا تو مولوی عبداللہ صاحب سنوری اور مولوی عبدالحق صاحب نے حضور مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دعا کروانے کے لئے بھیجا۔ جب مَیں بٹالہ سے چلا اور لوگوں سے مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت حالات دریافت کرنے شروع کئے تو جو بھی ملتا وہ یہی کہتا کہ وہاں مت جاؤ۔ وہ ایسے ہیں ویسے ہیں۔ مولوی برا کہتے ہیں تم بھی برے یعنی کافر ہو جاؤ گے۔ مگر مَیں ان کو کہتا کہ اب تو مَیں آ گیا ہوں جو بھی خدا کرے۔ اگر سچ ہوا پھر تو میں خدا کے فضل سے مولویوں سے ہرگز نہیں ڈرتا۔ آخر میں 11/ ستمبر 1898ء کو دارالامان پہنچا۔ تھوڑا سا دن باقی تھا۔ حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد مبارک کے اوپر تشریف فرما تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مفتی صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اور بھی چند اصحاب خدمت میں حاضر تھے۔ ایک مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم لدھیانوی سیڑھیوں کے قریب مسجد مبارک کے اوپر کھڑے تھے۔ یہ مولوی عبدالحق صاحب کے صرف و نحو کے استاد تھے اور مجھ سے بھی واقف تھے۔ وہ بڑی خوشی اور تپاک سے مجھ سے ملے اور مجھے انہیں دیکھ کر بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ تم بیعت کرنے کے لئے آئے ہو۔ مَیں نے کہا۔ دعا کروانے کے لئے آیا ہوں۔ پھر فرمایا کہ تم مولویوں سے ڈرتے ہو۔ مَیں نے کہا نہیں۔ مولویوں سے تو نہیں ڈرتا۔ حضور کی سچائی تو مجھے حضور کے چہرہ مبارک کو دیکھنے سے ہی ظاہر ہو گئی کہ یہ منہ جھوٹ بولنے والا نہیں ہے۔ اتنے میں سورج غروب ہونے کے قریب چلا گیا۔ ایک اور شخص کئی روز سے حضور کی خدمت میں بیعت کے لئے آیا ہوا تھا۔ اس نے عرض کیا کہ حضور میری بیعت لے لیں۔ میں نے گھر کو واپس جانا ہے۔ حضور نے جواب فرمایا کہ ٹھہرو، خوب تسلی کرنی چاہئے۔ پھر اور باتوں میں مشغول ہو گئے۔ مولوی عبدالقادر صاحب نے میری نسبت حضور کی خدمت میں خود ہی عرض کیا کہ یہ شخص بیعت کرنا چاہتا ہے۔ حضور اسی وقت جو کسی قدر اونچے بیٹھے تھے، نیچے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ آؤ جس نے بیعت کرنی ہے (وہ شخص تو پہلے ہی پاس بیٹھا تھا جو پہلے بیعت کرنا چاہتا تھا)۔ میں سیڑھیوں پر سے کھڑا حضور کی طرف چلا۔ دو تین ہاتھ کے فاصلہ پر رہا تو میرے دل پر ایسی کشش ہوئی جیسے کوئی رسّہ پا کر اپنی طرف کھینچتا ہے۔ میری چیخیں نکل گئیں اور بے اختیار ہو کر حضور کے پاس بیٹھا۔ اور خوشی سے حضور کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے اور ہم دونوں شخصوں نے بیعت کی اور بعد میں حضور سے مقدمہ کے بارے میں دعا کے لئے عرض کی۔ حضور نے دعا فرمائی اور

بقیہ صفحہ 3 پر

یا مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا

یا مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا
یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا

اپنا دیوانہ بنایا مجھے ہوتا تو نے
کیوں خرد مند بنایا نہ بنایا ہوتا

خاکساری کے لیے گرچہ بنایا تھا مجھے
کاش خاک در جانانہ بنایا ہوتا

نشۂ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھ کو
عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا

دل صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن
زلف مشکیں کا ترے شانہ بنایا ہوتا

صوفیوں کے جو نہ تھا لائق صحبت تو مجھے
قابل جلسۂ رندانہ بنایا ہوتا

تھا جلانا ہی اگر دورئ ساقی سے مجھے
تو چراغ در مے خانہ بنایا ہوتا

شعلۂ حسن چمن میں نہ دکھایا اس نے
ورنہ بلبل کو بھی پروانہ بنایا ہوتا

روز معمورۂ دنیا میں خرابی ہے ظفرؔ
ایسی بستی کو تو ویرانہ بنایا ہوتا

بہادر شاہ ظفر

اداریہ

”جو میرے نام آیا“

ہر زمانہ کی چند ایک ایسی خصوصیات ہوتی ہیں جو اُس زمانہ کی پہچان بن جاتی ہیں۔ ہم جب چھوٹے تھے تو وہ زمانہ خط و کتابت کے لحاظ سے اپنی پہچان رکھتا تھا۔ نہ میڈیا اپنی پہچان بنا پایا تھا اور نہ سوشل میڈیا تھا اور Gadgets بھی بالکل نہ ہونے کے برابر تھے۔ ہاں خطوط کا سلسلہ عام تھا۔ اتنا عام کہ غرباء کے لئے Post cards تھے جو کم رقم پر اپنے پیغام کو Convey کرنے کا آسان ترین اور سستا ذریعہ تھے۔

اُدھر تعلیم بھی عام نہ تھی۔ ہماری مائیں یا تو ان پڑھ ہوا کرتیں یا چند جماعتیں پڑھی ہوتی تھیں۔ یہی کیفیت ہمارے بزرگوں کی ہوا کرتی تھی اور جب کبھی خط آتا تو وہ اس کو پڑھانے کی خاطر کسی معمولی پڑھے لکھے کا سہارا ڈھونڈتے تھے اور جب تک اس خط کو پڑھا نہ لیتے تو چین سے نہ بیٹھتے تھے۔ اسی مضمون کو حضرت سید میر محمد اسماعیلؓ نے اپنے ایک منظوم کلام میں اپنی بیٹی حضرت سیدہ مریم صدیقہ المعروف چھوٹی آپا کے نام بہت احسن طریق سے بیان فرما کر مکرمہ چھوٹی آپا اور دیگر بچوں کو قرآن کریم کے مطالعہ اور تلاوت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

اللہ میاں کا خط ہے جو میرے نام آیا
استانی جی پڑھاؤ جلدی مجھے سیپارہ

اس شعر کا پہلا مصرعہ قابل غور اور سبق آموز ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا خط ہے جو ہر مسلمان کے نام ہے۔ جسے پڑھنا اور پڑھانا اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر ضروری ہے جس طرح کچھ عرصہ پہلے کی مائیں یا بزرگ اپنے نام آئے خطوط کو کسی سے پڑھایا کرتے تھے۔ یہی وہ مضمون ہے جو آنحضور ﷺ نے اس ارشاد میں بیان فرمایا ہے۔

خَیۡرُکُمۡ مَنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡآنَ وَعَلَّمَہٗ

(بخاری، کتاب فضائل القرآن)

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے۔

کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کریم پڑھتا، سیکھتا، پڑھاتا اور سکھاتا ہے۔ حضرت سید میر محمد اسماعیلؓ کے شعر میں ”استانی جی“ سے Teachers یا محلہ کی بزرگ خواتین ہی مراد نہیں بلکہ مائیں بھی مراد ہیں۔ جن کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو قرآن کریم سے آراستہ کرنے کے لئے پہلے دن سے ہی سعی کریں بلکہ حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاولؓ تو فرمایا کرتے تھے کہ مجھے قرآن سے محبت ماں کے پیٹ سے ہی ہوگئی تھی جب وہ قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کیا کرتی تھیں جب وہ امید سے تھیں۔ ہمیں یاد ہے کہ ہمیں صبح ”چنگیر“ پر اس وقت تک ناشتہ کے لئے آنے کی اجازت نہ ہوتی تھی جب تک ہم تلاوت قرآن نہ کر لیتے خواہ سکولز سے دیر ہو رہی ہوتی۔ بلکہ بعض دفعہ مائیں ان الفاظ سے بچوں کو مخاطب ہو کر پوچھا کرتی تھیں ”کیا خدا تعالیٰ کا خط جو تمہارے نام آیا ہے پڑھ آئے ہو۔“

آج کل بچے عموماً راتوں کو دیر سے سونے اور صبح دیر سے اٹھنے کی عادت اپنا چکے ہیں اور مائیں بھی بچوں کو دیر سے یا عین اُس وقت بیدار کرواتی ہیں جب اسکولز کا وقت ہو چکا ہوتا ہے اور بسا اوقات نماز یا قرآن کی تلاوت رہ جاتی ہے یا بعض گھرانوں میں دوپہر کو تلاوت کروائی جاتی ہے۔ جبکہ سورۃ بنی اسرائیل کے مطابق صبح کی تلاوت آخری روز انسان کے سامنے پیش کی جائے گی۔

لکھا ہے کہ حضرت سر چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ کو کسی جماعت میں خطبہ دینے کی دعوت دی گئی اور درخواست کی گئی کہ قرآن کریم کی تلاوت کی اہمیت پر روشنی ڈالیں۔ آپؓ خطبہ جمعہ میں چند عربی فقرے ارشاد فرما کر بیٹھ گئے۔ نماز جمعہ کے بعد حضرت چوہدری صاحبؓ کے ارد گرد دوست جمع ہوگئے اور خطبہ کا خلاصہ یا مفہوم پوچھنے لگے۔ آپؓ نے فرمایا۔

آپ لوگ میرے خطبہ کا مفہوم جاننے کے لئے بہت فکر مند ہیں۔ جو خطبہ (خط) اللہ تعالیٰ نے 1400 سال قبل قرآن کریم کی صورت میں نازل فرمایا ہے اس کی کوئی فکر نہیں۔

الغرض قرآن کریم کو خطبہ الٰہی سمجھیں یا اللہ کی طرف سے خط اس کا پڑھنا، پڑھانا اور اپنی اولادوں اور نسلوں کو سکھلانا اور اس کی تلاوت اور مفہوم کے سمجھنے کا عادی بنانا بہت ضروری ہے۔

ہماری جماعت میں قرآن کریم کے تراجم قریباً 75 سے زائد زبانوں میں موجود ہیں اور پھر اس کی تفاسیر بھی چند زبانوں میں موجود ہیں۔ اس طرف توجہ دینی اور اپنی اولادوں اور ماتحتوں کو متوجہ کرنا بہت ضروری ہے۔

آج کل بعض مغربی اقوام قرآن کریم کے ساتھ ہتک آمیز رویہ اپنائے ہوئے ہیں۔ اس حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو کثرت سے قرآن کریم کی طرف متوجہ ہونے کی طرف توجہ دلا چکے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ خط میرے نام ہے اور میں نے اِسے خود پڑھنا ہے اور دوسروں کو پڑھانے کا فرض بھی ادا کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو قرآن کریم کی ایسی محبت عطا فرمائے جو اللہ تعالیٰ کی لقا اور اس کی رضا کا موجب بنے۔ آمین

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

میں اس کے بعد دس دن وہاں ٹھہرا۔ کہتے ہیں کہ حضور سے اور قادیان سے ایسی محبت ہوگئی کہ واپس گھر جانے کو جی نہ چاہتا تھا۔ قادیان بالکل بہشت کا نمونہ دکھائی دیتا تھا۔ یہاں ہر وقت سوائے خدا کے ذکر کے دنیا کے ذکر وفکر کی آواز تک سنائی نہ دیتی تھی۔ ہر طرف سے سلاماً سلاماً کی آواز آتی تھی۔ میرے سارے غم واندوہ دور ہوگئے۔ اس وقت حضور علیہ السلام پر قتل کا جھوٹا مقدمہ جو پادریوں کی سازش سے ایک لڑکے کے ذریعہ تھا چل رہا تھا یا چل چکا تھا۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ مَیں اجازت لے کر پھر آ گیا لیکن کہتے ہیں کہ بیعت کرنے پر میری حالت بالکل تبدیل ہوگئی۔ خدا کے ساتھ ایسی محبت اور عشق پیدا ہو گیا کہ رات دن سوائے اُس کے ذکر کے سونے کو بھی دل نہ چاہتا تھا۔ اگر سوتا تھا تو دھڑ دھڑا کر (یعنی گھبرا کر) اٹھتا تھا جیسے کوئی اپنے پیارے سے علیحدہ ہو گیا ہوتا ہے۔ میرے دل کی عجیب حالت تھی۔ گاہ گاہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی دل کو پکڑ کر دھوتا ہے۔ خشوع خضوع ہر روز بڑھتا جاتا تھا۔ یہ حضور کی توجہ کا اثر تھا۔ ایک دن خشوع کی حالت میں ایسا معلوم ہوا کہ میرا دل چیرا گیا اور اس کو دعا کر کے دھو دیا گیا اور ایک نئی روح اس میں داخل ہوگئی ہے۔ جسے روح القدس کہتے ہیں۔ میری حالت حاملہ عورت کی طرح ہوگئی۔ مجھے اپنے پیٹ میں بچہ سا معلوم ہوتا تھا۔ میرا وجود ایک لذت سے بھر گیا اور نورانی ہو گیا اور نور سینے میں دوڑتا معلوم ہوتا تھا۔ ذکر کے وقت زبان میں ایسی لذت پیدا ہوتی تھی جو کسی چیز میں وہ لذت نہیں۔ میرے پیچھے نماز پڑھنے والوں کو بھی نمازوں میں بہت لذت آتی تھی۔ اور خوش ہو کر کہتے تھے کہ کیسی اچھی نماز پڑھائی ہے۔ یہ حالت اصل میں میری حالت نہ تھی بلکہ مسیح موعود کی حالت کا نقشہ تھا۔ مقدمہ تو خدا کے فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے میرے دار الامان ہوتے ہی جاتا رہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک پہنچانے کا یہ سبب بنایا تھا جس کے ذریعہ اپنے ناچیز بندے کو آسمانوں کی سیر کرائی اور اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔ مَیں مسیح موعودؑ کی کتابوں اور مخالفوں کی کتابوں کو لے کر اکیلا مسجد میں بیٹھتا اور خوب غور سے سب کا مطالعہ کرتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل کو قرآن شریف کی آیتوں کے مطابق پاتا۔ ایک دن میں ایک مخالف کی کتاب دیکھ رہا تھا اور دل میں حیران ہو رہا تھا کہ یہ کیسے عالم ہیں جو ایسی کتابیں لکھ رہے ہیں۔ یہ خیال آتے ہی نیند آ گئی اور سو گیا اور الہام ہوا۔ بَلۡ عَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَہُمۡ قَوۡمٌ مُّنۡذِرٌ یہ الہام میرے دل پر ایسا داخل ہوا جیسے کوئی چیز نالی کے راستے داخل ہوتی ہے۔ دل پر آتے ہی زبان پر جاری ہوگیا۔ اور اس الہام کے یہ معنی سمجھائے گئے کہ یہ عالم (یہ مولوی لوگ جو ہیں) ایک ایسی قوم ہیں جب ان کے پاس ڈرانے والی قوم آئی۔ یعنی نبی، تو یہ تعجب ہی کرتے رہے ہیں۔ مَیں اپنے الہاموں اور خوابوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھتا رہتا تھا۔ جب کوئی کسی قسم کا اعتراض مسیح موعود علیہ السلام پر کرتا، اس کے جواب کے لئے جھٹ قرآنِ شریف کی آیت میرے سامنے آ جاتی اور میں قرآن شریف سے اس کا جواب دیتا۔ ایک دفعہ ایک مولوی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت قرآن شریف سے دکھاؤ۔ جہاں موت کا لفظ آیا ہو۔ مَیں نے کہا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنۡ مِّنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤۡمِنَنَّ بِہٖ قَبۡلَ مَوۡتِہٖ (النساء: 160)۔ یعنی اب کوئی بھی اہل کتاب قرآن شریف کے اس فیصلہ کو پڑھ کر کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی اور قتل کی موت سے نہیں مرے بلکہ اپنی طبعی موت سے مرے ہیں۔ طبعی موت پر ایمان لانے سے پہلے ایسی بات پر ایمان لائیں گے کہ سولی اور قتل کی موت سے نہیں مرے۔ بِہٖ کی ضمیر وَمَا قَتَلُوۡہُ وَمَا صَلَبُوۡہُ کی طرف ہے۔ مَوۡتِہٖ سے عیسیٰؑ کی طبعی موت مراد ہے جس کی عیسیٰؑ قیامت کو گواہی دیں گے کہ مَیں سولی اور قتل کی موت سے نہیں مرا بلکہ قرآن شریف کے فیصلہ کے مطابق طبعی موت سے مرا ہوں۔ وہ مولوی اس بات کو سن کر جھٹ بھاگ گیا۔ اور اس وجہ سے وہاں کے گاؤں کی اکثریت احمدی ہو گئی تھی لیکن بعد میں پھر مولویوں کے ورغلانے پر اور ڈرانے پر کچھ لوگ پھر بھی گئے۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ نمبر 4 صفحہ 107 تا 112 روایت حضرت بہاول شاہ صاحبؓ۔ غیر مطبوعہ)

(خطبہ جمعہ 17/ دسمبر 2010ء)

از ابن قدسی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں تین فتنوں کے متعلق پیشگوئی جو پوری ہوئی اور اس حوالے سے آپ علیہ السلام کا چیلنج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو 1880ء میں الہاماً تین فتنوں کی خبر دی گئی۔ وہ الہامات براہین احمدیہ میں شائع ہوئے۔ وہ یہ ہیں:

(فتنہ نمبر 1) ’’ولن ترضی عنك الیھود ولا النصاریٰ وخرقوا له بنین و بنات بغیر علم۔ قل ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد۔ ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ الفتنة ھھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم‘‘ (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 266،267 حاشیہ در حاشیہ نمبر 1)

ترجمہ: ’’پادری لوگ اور یہودی صفت مسلمان تجھ سے راضی نہیں ہوں گے اور خدا کے بیٹے اور بیٹیاں انہوں نے بنا رکھی ہیں ان کو کہہ دے کہ خدا وہی ہے جو ایک ہے اور بے نیاز ہے نہ اس کا کوئی بیٹا اور نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اس کا ہم کفو۔ اور یہ لوگ مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کرے گا۔ ایک فتنہ برپا ہوگا پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا۔‘‘ (تذکرۃ صفحہ نمبر 38)

(فتنہ نمبر 2) ’’و اذ یمکر بك الذی کفر۔ اوقد لی یاھامان لعلی اطلع الی اللہ موسی وانی لاظنه من الکاذبین۔ یاد کر جب منکر نے بغرض کسی مکر کے اپنے رفیق کو کہا کہ کسی فتنہ یا آزمائش کی آگ بھڑکا تا میں موسیٰ کے خدا پر یعنی اس شخص کے خدا پر مطلع ہو جاؤں کہ کیونکر وہ اس کی مدد کرتا ہے اور اس کے ساتھ ہے یا نہیں۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جھوٹا ہے۔ یہ کسی واقعہ آئندہ کی طرف اشارہ ہے کہ جو بصورت گزشتہ بیان کیا گیا ہے۔ تبت یدا ابی لھب وتب۔ ما کان له ان یدخل فیھا الا خائفا وما اصابك فمن اللہ۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے اور وہ بھی ہلاک ہوا اور اس کو لائق نہ تھا کہ اس کام میں بجز خائف اور ترساں ہونے کے یوں ہی دلیری سے داخل ہو جاتا اور جو تجھ کو پہنچے وہ تو خدا کی طرف سے ہے۔ یہ کسی شخص کے شر کی طرف اشارہ ہے جو بذریعہ تحریر یا بذریعہ کسی اور فعل کے اس سے ظہور میں آوے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ الفتنة ھٰھنا فاصبر کما صبر اولو العزم۔ الا انھا فتنة من اللہ لیحب حبا جما۔ حبا من اللہ العزیز الاکرم عطاءً غیر مجذوذ۔ اس جگہ فتنہ ہے۔ پس صبر کر جیسے اولوالعزم لوگوں نے صبر کیا ہے۔ خبردار ہو۔ یہ فتنہ خدا کی طرف سے ہے تا وہ ایسی محبت کرے جو کامل محبت ہے۔ اس خدا کی محبت جو نہایت عزت والا اور نہایت بزرگ ہے وہ بخشش جس کا کبھی انقطاع نہیں‘‘

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 609-610 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

(فتنہ نمبر 3) ’’میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ الفتنة ھٰھنا فاصبر کما صبر اولو العزم۔ اس جگہ ایک فتنہ ہے سو اولوالعزم نبیوں کی طرح صبر کر۔ فلما تجلّٰی ربه للجبل جعله دکا۔ جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجلّی کرے گا تو انہیں پاش پاش کر دے گا۔‘‘

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 665 حاشیہ در حاشیہ نمبر 4)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تصنیف ’’سراج منیر‘‘ (سن اشاعت مئی 1897) میں ان تینوں الہامات میں مذکور تین فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

ایک دانشمند انسان جب براہین احمدیہ کو کھول کر صفحہ 241 میں نصاریٰ کے ذکر اور ان کے مکر اور حق پوشی کی پیشگوئی کے بعد پھر اس الہام کو پڑھے گا الفتنة ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم۔ اور پھر آگے چل کر جب پانسو گیارہ صفحہ پر ایک مفتری اور بیباک مسلمان کے ذکر کے بعد پھر اس الہام کو پڑھے گا الفتنة ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم اور پھر آگے چل کر جب صفحہ 557 میں ایک چمکتے ہوئے نشان کے ذکر کے بعد پھر اس الہام کو پڑھے گا الفتنة ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم تو ان تین فتنوں کے تصور سے جو صفحہ 241۔ اور صفحہ 511۔ اور صفحہ 557 براہین احمدیہ میں اس وقت سے سترہ برس پہلے لکھی ہوئی ہیں طبعاً اس کے دل میں ایک سوال پیدا ہوگا کہ یہ تین فتنے کیسے ہیں جن میں سے ایک عیسائیوں سے تعلق رکھتا ہے اور ایک کسی منصوبہ باز مسلمان سے اور ایک کھلے کھلے نشان کے ظہور کے وقت سے۔ اور پھر جب واقعات کی تلاش میں پڑے گا تو وہ تین بھاری بلوے اس کی نظر کے سامنے آجائیں گے جو ہر ایک ان میں سے فتنہ عظیم کہلانے کا مستحق ہے۔ تب خدا کا عمیق علم دیکھ کر ضرور سجدہ کرے گا جس نے اس وقت یہ خبریں دیں جبکہ ان تینوں فتنوں کا نام و نشان نہ تھا اگر یہ تینوں فتنے چیستاں کے طور پر کسی واقعات کے جاننے والے کے سامنے پیش کئے جائیں تو فی الفور وہ جواب دے گا کہ ایک فتنہ آتھم کی پیشگوئی کے متعلق کا ہے جو عیسائیوں اور ان کے حامی بخیل مسلمانوں سے ظہور میں آیا یعنی ان مسلمانوں سے جن کا نام اس پیشگوئی میں یہود رکھا ہے۔ اور دوسرا فتنہ محمد حسین بٹالوی کی تکفیر کا فتنہ ہے۔ اور تیسرا وہ فتنہ جو ہندوؤں کی طرف سے نشان الٰہی کے ظہور کے بعد وقوع میں آیا۔ یہ تین فتنے ہیں جو پُرشور و بلوہ کی طرح ظہور میں آئے جن کی خدا نے سترہ برس پہلے خبر دیدی تھی!!!»

(سراج منیر بحوالہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ نمبر 52،53)

آپ علیہ السلام ان تین فتنوں کے متعلق مزید فرماتے ہیں کہ

’’اس بات سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ ان تینوں فتنوں میں سے کوئی فتنہ بھی قومی شور و غوغا سے خالی نہ تھا اور ہر ایک میں انتہائی درجہ کا جوش بھرا ہوا تھا۔ اور ہر ایک میں غیر معمولی غل غپاڑہ اٹھا تھا۔

چنانچہ عیسائیوں کا فتنہ اُس وقت وقوع میں آیا تھا جب آتھم میعاد پیشگوئی کے بعد زندہ پایا گیا۔ پادریوں کو خوب معلوم تھا کہ الہامی پیشگوئی میں صریح شرط تھی کہ آتھم رجوع کی حالت میں جو ایک دلی فعل ہے میعاد میں مرنے سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے اور یہ بھی وہ خوب جانتے تھے کہ آتھم پیشگوئی کی ہیبت سے ضرور ڈرتا رہا۔ اور وہ ایام میعاد میں عیسائیت کے تعصّب پر قائم نہیں رہ سکا۔ اور ان کی مجلسوں سے بھاگ

کر فیروزپور کے گوشہ خلوت میں جا بیٹھا۔ اور نیز ان کو خوب معلوم تھا کہ ایک دفعہ بیماری کے وقت میں اس نے یہ بھی کہا کہ ’’میں پکڑا گیا‘‘ اور خوب جانتے تھے کہ فطرتاً اس کی روح ڈرنے والی تھی۔ اور انہیں کماحقہ اس بات کا علم تھا کہ اس نے اپنی حرکات سے خوف ظاہر کیا استقامت ظاہر نہیں کی اور پہلی وضع متعصّبانہ کو ایسا بدل دیا کہ اثناء میعاد میں دین اسلام کی مخالفت میں کبھی دوسطر کا مضمون بھی کسی اخبار میں نہیں چھپوایا اور نہ کوئی رسالہ نکالا جیسا کہ اس کی قدیم سے عادت تھی اور نہ کسی مسلمان سے بحث کی بلکہ اس طرح پر دنوں کو گذارا جیسا کہ کسی نے خاموشی کا روزہ رکھا ہوا ہوتا ہے۔ اور پھر طرفہ یہ کہ چار ہزار روپیہ دینے پر بھی قسم نہ کھائی۔ اور مارٹن کلارک سر پیٹ پیٹ کر رہ گیا مگر نالش نہ کی اور تعلیم یافتہ سانپ وغیرہ الزاموں کو ثابت نہ کر سکا۔ ان تمام وجوہات سے پادری صاحبوں کو یقینی علم تھا کہ وہ بزدل اور ڈرپوک نکلا۔ اور میعاد کے بعد بھی وہ اپنا قصہ یاد کر کے رویا......

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر یہ سب لوگ اس کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیتے تب بھی وہ کبھی نالش نہ کرتا۔ اور اگر میں ایک کروڑ روپیہ بھی اس کو دیتا تو کبھی قسم نہ کھاتا۔ اس کا دل میرا قائل ہوگیا تھا اور زبان پر انکار تھا۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ اس معاملہ میں آتھم سے زیادہ میری سچائی کا اور کوئی گواہ نہ تھا۔

غرض پادریوں نے آتھم کے معاملہ میں حق پوشی کر کے بہت شوخی کی اور امرتسر سے شروع کر کے پنجاب اور ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں ناچتے پھرے اور بہروپ نکالے اور ایسا شور وغوغا کیا کہ ابتداء عملداری انگریزی سے آج تک اس کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔ اور اس جھوٹی خوشی میں جس کے مقابل انہیں کا کانشنس ان کے منہ پر طمانچے مارتا تھا بہت بُرا نمونہ دکھایا۔ اور گندی گالیوں سے بھرے ہوئے میری طرف خط بھیجے اور وہ شور کیا اور وہ شوخی ظاہر کی کہ گویا ہزاروں فتح ان کے نصیب ہوگئیں اور ہزاروں اشتہار چھپوائے مگر پھر بھی اتنے اور اس قدر جوش کے ساتھ آتھم کا مردہ جنبش نہ کر سکا اور اس جھوٹی فتح کی خوشی میں اس نے کوئی دو ورقہ رسالہ بھی شائع نہ کیا۔ بلکہ ایک اخبار میں شائع کر دیا کہ یہ تمام فتنہ اور شور وغوغا عیسائیوں کی طرف سے ہوا یہ میری خلاف مرضی ہوا میں ان کے ساتھ متفق نہیں۔ اور گو سچی گواہی کو چھپایا مگر مخالفانہ تیزی اور چالاکی سے بھی چپ رہا یہاں تک کہ الہام الٰہی کے موافق ہمارے آخری اشتہار سے سات مہینہ کے اندر فوت ہوگیا۔ غرض بڑا بھاری فتنہ یہ تھا جس میں دین اسلام پر ٹھٹھا کیا گیا۔ اور جس میں بدبخت مولویوں اور دوسرے جاہل مسلمانوں نے پادریوں کی ہاں کے ساتھ ہاں ملا کر اپنا منہ کالا کیا۔ اور ایک الہامی پیشگوئی کی ناحق تکذیب کی اور اسلام کی سخت توہین کے مرتکب ہوئے۔ اب صفحہ 242 براہین احمدیہ غور سے پڑھو اور انصاف کرو کہ کیسی صفائی سے اس فتنہ کی اس میں خبر ہے اور کیسا صاف صاف لکھا ہے کہ اول عیسائی مکر کریں گے اور پھر صدق ظاہر ہو جائے گا۔‘‘

(سراج منیر بحوالہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ نمبر 53 تا 55)

عبد اللہ آتھم کے متعلق ’’آخری اشتہار‘‘ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’ناظرین یاد رکھیں کہ آخری پیغام جو آتھم صاحب کو قسم کھانے کے لئے پہنچایا گیا وہ اشتہار 30 دسمبر 1895ء کا تھا۔۔۔ خدا نے اپنے وعدہ کے موافق اس کے وجود کو اس کے ہم مذہب لوگوں کی نظر سے چھپا لیا اور جیسا کہ اس نے وعدہ کیا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا۔ تیس 30 دسمبر 1895ء تک ہماری طرف سے اس کو تبلیغ ہوتی رہی کہ شائد وہ خدا تعالیٰ سے خوف کر کے سچی گواہی ادا کرے۔ پھر ہم نے تبلیغ کو چھوڑ دیا اور خدا تعالیٰ کے وعدہ کے انتظار میں لگے سو آتھم صاحب نے 30 دسمبر 1895ء میں سے ابھی سات مہینے ختم نہ کئے تھے کہ قبر میں جا پڑے۔‘‘

(انجام آتھم بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 3 اور 4)

عبد اللہ آتھم کی وفات 27 جولائی 1896ء کو بمقام فیروزپور ہوئی۔

پھر ’’دوسرا فتنہ جو دوسرے درجہ پر تھا محمد حسین بٹالوی کی تکفیر کا فتنہ تھا۔ اس میں بھی عوام کا شور وغوغا پادریوں کے شور وغور سے کچھ کم نہ تھا۔ اسی فتنہ کی تقریب پر بمقام دہلی سات یا آٹھ ہزار کے قریب مکفر اور مکذب جامع مسجد میں میرے مقابل پر اکٹھے ہوئے تھے۔ اگر عنایت الٰہی شامل نہ ہوتی تو ایک خطرناک بلوہ برپا ہو جاتا۔ غرض اس فتنہ کا بانی محمد حسین بٹالوی تھا اور اس کے ساتھ نذیر حسین دہلوی تھا جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اس الہام میں فرمایا جو صفحہ 511 میں درج ہے تبت یدا ابی لھب و تبّ۔ ما کان لہ ان یدخل فیھا الّا خائفا یعنی دونوں ہاتھ ابی لہب کے ہلاک ہوگئے جس سے اس نے فتوی تکفیر لکھا اور وہ آپ بھی ہلاک ہوگیا۔ اس کو نہیں چاہئے تھا کہ اس مقدمہ میں دخل دیتا مگر ڈرتا ہوا۔ یہ فتنہ بھی پشاور سے لے کر کلکتہ بمبئی حیدرآباد اور تمام بلاد پنجاب اور ہندوستان میں پھیل گیا۔ اور جاہل مسلمانوں نے رافضیوں کی طرح مجھ پر لعنت بھیجنا ثواب کا موجب سمجھا۔ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات ٹوٹ گئے اور بھائی بھائی سے اور بیٹا باپ سے علیحدہ ہوگیا۔ سلام ترک کیا گیا یہاں تک کہ ہماری جماعت میں سے کسی مُردہ کا جنازہ پڑھنا بھی موجب کفر سمجھا گیا۔‘‘

(سراج منیر بحوالہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ نمبر 55، 56)

محمد حسین بٹالوی نے 1891ء میں بڑے پیمانہ پر ملک گیر دورے کر کے مخالفت کا بازار گرم کیا اور کفر کے فتوے کی تیاری اور اشاعت کے حوالے سے بھرپور کوششیں کیں جس کا تفصیلی ذکر تاریخ احمدیت جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 385 تا 389 میں موجود ہے۔

’’تیسرا فتنہ جو تیسرے درجہ پر ہے وہ فتنہ ہے جو اب لیکھرام کی موت پر کُھلا کُھلا نشان ظاہر ہونے کے وقت ہندوؤں سے وقوع میں آیا اور انہوں نے جہاں تک ان کی طاقت تھی فتنہ کو انتہا تک پہنچایا اور قتل کے منصوبے کئے اور کر رہے ہیں اور گورنمنٹ کو اکسایا اور اکسا رہے ہیں۔ اس فتنہ کے ساتھ چونکہ ایک کھلا کھلا نشان ہے جس سے مخالفوں کے دلوں پر زلزلہ آ گیا ہے اور فتح عظیم حاصل ہوئی ہے۔ اور بہت سے اندھے سوجاکھے ہوتے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ فتنہ تیسرے درجہ پر ہے۔‘‘

(سراج منیر بحوالہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ نمبر 56)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق 6 مارچ 1897ء کو پنڈت لیکھرام عبرتناک موت کا شکار ہوا۔

(تفصیل: تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ نمبر 580 تا 601)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام براہین احمدیہ میں مذکور ان تین فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

’’یہ تین فتنے ہیں جن کا براہین احمدیہ میں آج سے سترہ برس پہلے ذکر ہے۔ اب اگر بڑے سے بڑے متعصب مسلمان یا عیسائی یا ہندو کے سامنے یہ کتاب براہین احمدیہ رکھ دی جائے اور ان تینوں فتنوں کے مقامات اس کو دکھلائے جائیں اور حلفاً اس سے پوچھا جائے کہ یہ تینوں فتنے واقعی طور پر وقوع میں آ چکے یا نہیں۔ اور کیا یہ پیشگوئی کے طور پر براہین احمدیہ میں لکھے گئے تھے یا نہیں۔ اور کیا یہ واقعات ثلاثہ جو بڑے زور شور سے ظہور میں آ چکے ہیں بتلاتے اور گواہی نہیں دیتے کہ حقیقت میں ایک فتنہ عیسائیوں کی طرف سے بھی ہوا جس میں لاکھوں انسانوں کا شور وغوغا ہوا اور گروہ کے گروہ نہایت پُرجوش صورت میں بازاروں میں پھرتے تھے اور بہروپ نکالتے تھے اور دوسرا فتنہ حقیقت میں محمد حسین بٹالوی کی طرف سے ہوا جس نے مسلمانوں کے خیالات کو اس عاجز کی نسبت بھڑکتی ہوئی آگ کے حکم میں کر دیا اور بھائیوں کو بھائیوں سے اور باپوں کو بیٹوں سے اور دوستوں کو دوستوں سے علیحدہ کر دیا اور رشتے ناطے توڑ ڈالے۔ اور تیسرا فتنہ لیکھرام کی موت کے وقت اور نشان الٰہی کے ظاہر ہونے کے حسد سے ہندوؤں کی طرف سے ہوا اس فتنہ کے جوش میں کئی معصوم بچے قتل کئے گئے راولپنڈی میں قریباً چالیس 40 آدمیوں کو زہر دیا گیا اور مجھ کو قتل کی دھمکیاں دی گئیں اور گورنمنٹ کو مشتعل کرنے کیلئے سعی کی گئی اور آئندہ معلوم نہیں کہ کیا کچھ کریں گے اب بتلاؤ کہ کیا یہ سچ نہیں کہ جیسے براہین

احمدیہ میں تصریح اور تفصیل کے ساتھ تین فتنوں کا ذکر کیا گیا تھا وہ تینوں فتنے ظہور میں آ گئے۔‘‘

(سراج منیر بحوالہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ نمبر 56-57)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الہامات میں مذکور ان تین فتنوں کے متعلق پیشگوئیوں کا ذکر کرنے اور ان کے پورے ہونے کے حوالے سے تفصیل بیان کرنے کے بعد اپنے زمانے کے نو معروف افراد کے نام لکھے وہ نام یہ تھے:

(1) محمد حسین بٹالوی
(2) سرسید احمد خان صاحب کے سی ایس آئی
(3) نذیر حسین دہلوی
(4) عبد الجبار غزنوی
(5) رشید احمد گنگوہی
(6) محمد بشیر بھوپالی
(7) غلام دستگیر قصوری
(8) عبد اللہ ٹونکی پروفیسر لاہور
(9) مولوی محمد حسن رئیس لدھیانہ

ان نو افراد کے نام لکھنے کے بعد بطور چیلنج تحریر فرمایا:

’’اگر کوئی صاحب ان صاحبوں میں سے میرے الہام کی سچائی کے منکر ہیں تو کیوں خلقت کو تباہ کرتے ہیں میرے مقابل پر قسم کھا جائیں کہ یہ تینوں فتنے جو براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی ذکر کئے گئے ہیں یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں اور اگر پوری ہوگئی ہیں تو اے خدائے قادر اکتالیس دن تک ہم پر وہ عذاب نازل کر جو مجرموں پر نازل ہوتا ہے پس اگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے اور بلاواسطہ کسی انسان کے وہ عذاب جو آسمان سے اترتا اور کھا جانے والی آگ کی طرح کذاب کو نابود کر دیتا ہے اکتالیس روز کے اندر نازل نہ ہوا تو میں جھوٹا اور میرا تمام کاروبار جھوٹا ہوگا اور میں حقیقت میں تمام لعنتوں کا مستحق ٹھہروں گا۔

اور اگر وہ کسی دوسرے شخص کی طرف سے اس قسم کی پیشگوئیاں جن کو خود بیان کرنے والے نے اپنی تحریروں اور چھپی ہوئی کتابوں کے ذریعہ سے مخالفوں اور موافقوں میں پیش از وقت شائع کر دیا ہو اور اپنی عظمت میں میری پیشگوئیوں کے مساوی ہوں اس زمانہ میں دکھاویں جن میں الٰہی قوت محسوس ہو تب بھی میں جھوٹا ہو جاؤں گا۔‘‘

(سراج منیر بحوالہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ نمبر 57-58)

مذکورہ بالا نو افراد کے انتخاب کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

’’غرض یہ نو صاحب ہیں جو قسم کھانے کیلئے منتخب کئے گئے ہیں کیونکہ ہر ایک ان میں سے ایک جماعت اپنے ساتھ رکھتا ہے پس اس کے ساتھ فیصلہ کرنے سے جماعت کا فیصلہ خود ضمناً ہو جائے گا۔‘‘

(سراج منیر بحوالہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ نمبر 58)

موجودہ زمانے کے کئی احمدیت مخالف علماء ایسے ہیں جو انہیں نو افراد میں سے کسی نہ کسی کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں اور بڑے فخریہ انداز میں ان کی احمدیت مخالف کوششوں کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر موجودہ زمانے کے متعصب علماء یہ بھی کہتے نظر آتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی ایک ہی پیشگوئی بتائیں جو پوری ہوئی۔

اب ان سے یہ پوچھنے والی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے زمانے میں ان بڑے بڑے علماء کو مخاطب کر کے چیلنج کے طور پر مقابل پر قسم کھانے کے لیے بلایا۔ اگر یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئی تھیں تو وہ مقابل پر آ کر قسم کھا لیتے صرف 41 دنوں کی بات تھی سچ اور جھوٹ واضح ہو جاتا تھا۔ ان نو علماء میں سے کسی ایک نے بھی ہمت کی ہوتی تو لمبی چوڑی مخالفتوں کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ وہ علماء مقابل پر کیوں نہیں آئے کیونکہ ان کو علم تھا کہ براہین احمدیہ میں مذکور پیشگوئیاں پوری ہوگئیں ہیں اسی لیے وہ مقابل پر قسم کھانے کے لیے تیار نہیں ہوئے۔

موجودہ زمانے کے علماء نے الزام دینا ہے تو ان نو علماء کو دیں جنہوں نے قسم نہ کھا کر پیشگوئیوں کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور نہ صرف پیشگوئیوں کی سچائی کو ہی تسلیم نہیں کیا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعویٰ ملہم من اللہ کو بھی سچا ثابت کر دیا ہے کیونکہ پیشگوئیاں علم غیب پر مشتمل ہوتیں ہیں اور علم غیب صرف رسول اور نبی کو ہی ملتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ انسان کا فعل ہوتا تو کب کا تباہ کیا جاتا اور قبل اس کے جو تمہارا ہاتھ اٹھتا خدا کا ہاتھ اس کو تباہ کر دیتا دیکھو خدا فرماتا ہے عَالِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ (الجن: 27-28) یعنی غیب کو چنے ہوئے فرستادوں کے سوا کسی پر نہیں کھولا جاتا۔ اب سوچو اور خوب غور سے اس کتاب کو پڑھو کر کیا وہ غیب جس کی اس آیت میں تعریف ہے کامل طور پر پیش نہیں کیا گیا میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تمہیں دکھایا گیا اگر ان اندھوں کو دکھایا جاتا کہ اس صدی سے پہلے گذر گئے تو وہ اندھے نہ رہتے۔‘‘

(سراج منیر بحوالہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ نمبر 59، 60)

قسم کھانا کتنا آسان تھا۔ اگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے بیان میں جھوٹا سمجھتے تو ہمت کرتے۔ قسم کھاتے اور اپنے گھر جاتے۔ صرف 41 روز کا انتظار تھا پھر سب واضح ہو جاتا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اور قسم کیلئے ضروری ہوگا کہ جو صاحب قسم کھانے پر آمادہ ہوں وہ قادیان میں آ کر میرے روبرو قسم کھاویں میں کسی کے پاس نہیں جاؤں گا یہ دین کا کام ہے پس جو لوگ باوجود مولویت کی لاف کے اس میں سستی کریں تو خود کاذب ٹھہریں گے اگر میرے جیسے شخص کو جس کا نام دجّال رکھتے ہیں مغلوب کر لیں تو گویا تمام دنیا کو بدی سے چھڑائیں گے اور قسم کے وقت یہ شرط نہایت ضروری ہوگی کہ میں ان کی قسم سے پہلے پورے دو گھنٹے تک عام جلسہ میں ان پیشگوئیوں کی سچائی کے دلائل ان کے سامنے بیان کروں گا تا وہ جلدی کر کے ہلاک نہ ہو جائیں اور نیز ان پر حجت پوری ہو اور ان کا حق نہیں ہوگا کہ بجز قسم کھانے کے ایک کلمہ بھی منہ پر لائیں خاموشی سے دو گھنٹے تک میرے بیان کو سنیں گے پھر حسب نمونہ مذکورہ قسم کھا کر اپنے گھروں میں جائیں گے۔‘‘

(سراج منیر بحوالہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ نمبر 58، 57)

موجودہ زمانے کے علماء نے اگر کچھ کہنا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کے ان علماء کو کہیں جنہوں نے ایسا اچھا اور آسان موقع گنوا دیا۔ مخالفت کرنا، گالیاں دینا اور برا بھلا کہنا تو ویسے ہی مخالفین انبیاء کی روش ہے۔ اصل چیز اللہ تعالیٰ کے حضور فیصلہ کے لیے حاضر ہونا اور اس سے فیصلہ چاہنا ہے۔ قسم کھانا بھی ایک ذریعہ ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے علماء تعصب کو دل سے نکال کر خوف خدا رکھتے ہوئے بجائے بدزبانیاں کرنے کے اس فیصلہ کن طریق کو اپناتے، معاملہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں لے جاتے تو سچ عیاں ہو جاتا لیکن انہوں نے مقابل پر خاموشی اختیار کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام تر دعاوی کو سچا ثابت کر دیا۔

صاف دِل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر ہے دِل میں خوفِ کردگار

اگر وہ قسم نہیں کھانا چاہتے تھے تو اس دوسرے طریق کو اپناتے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا:

’’اور اگر وہ کسی دوسرے شخص کی طرف سے اس قسم کی پیشگوئیاں جن کو خود بیان کرنے والے نے اپنی تحریروں اور چھپی ہوئی کتابوں کے ذریعہ سے مخالفوں اور موافقوں میں پیش از وقت شائع کر دیا ہو اور اپنی عظمت میں میری پیشگوئیوں کے مساوی ہوں اس زمانہ میں دکھاویں جن میں الٰہی قوت محسوس ہو تب بھی میں جھوٹا ہو جاؤں گا۔‘‘

(سراج منیر بحوالہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ نمبر 57-58)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانے میں ان بڑے بڑے علماء کو ایک بھی ایسا شخص نہیں ملا جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل پر پیش کر سکیں اور یہ دکھا سکیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جیسا کوئی اور بھی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے اور اسے بھی غیب کی خبریں ملتی ہیں۔ پوری دنیا میں کسی ایک شخص کا بھی نہ ملنا ثابت کرتا ہے کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ جس شخص سے ہم کلام ہوتا تھا اور جسے غیب کی خبریں دیتا وہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ اس طرح ان علماء نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کو ایک اور لحاظ سے تسلیم اور ثابت کر دیا۔

آج کی دعا

فَنَسْئَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی خَیْرَھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ اھْدِھِمْ وَ اَیِّدْھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْکَ وَاجْعَلْ لَّھُمْ حَظًّا کَثِیْرًا فِیْ دِیْنِکَ وَاجْذِبْھُمْ بِحَوْلِکَ وَ قُوَّتِکَ لِیُؤْمِنُوْا بِکِتَابِکَ وَ رَسُوْلِکَ وَ یَدْخُلُوْا فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا آمِین ثُمَّ آمِین وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِین

(مجموعہ اشتہارات جلد1صفحہ 25)

ترجمہ: ہم اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں ان کے لئے خیر و بھلائی کے طلب گار ہیں۔ اے اللہ! انکو ہدایت دے۔ اور اپنی خاص روح القدس سے ان کی تائید فرما۔ اور اپنے دین کا بہت زیادہ حصہ ان کو عطا کر۔ اور اپنی قوت و طاقت سے ان کو اپنی طرف کھینچ لے تا کہ وہ تیری کتاب اور تیرے رسول پر ایمان لائیں۔ اور اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوں۔ آمین ثم آمین۔ والحمد للہ رب العالمین۔

یہ حضرت مسیح موعودؑ کی کل عالم کے لئے ہدایت کی دعا ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم جنوری 2021 کو اپنے خطبہ جمعہ کے آخر میں پوری دنیا کو (جن میں کہ سربراہانِ مملکت بھی شامل ہیں) اور جماعت احمدیہ کو موجودہ درپیش مسائل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

گذشتہ ایک سال سے ہم ایک نہایت خطرناک وبائی مرض کا سامنا کر رہے ہیں، کہیں کم اور کہیں زیادہ۔ اور دنیا کا کوئی ملک بھی اس وبا سے باہر نہیں ہے۔ لیکن لگتا ہے کہ دنیا کی اکثریت اس بات کی طرف توجہ نہیں دینا چاہتی کہ کہیں یہ وبا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں اپنے حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلانے کے لیے نہ ہو۔ یہ تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہلانا چاہتا ہے، بتانا چاہتا ہے، توجہ دلانا چاہتا ہے۔ اس طرف کسی کی سوچ نہیں۔

چند ماہ پہلے میں نے بہت سے سربراہان حکومت کو اس طرف توجہ دلانے کے لیے خطوط لکھے تھے اور کووِڈ کے حوالہ سے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کے حوالہ سے اس طرف توجہ دلائی تھی کہ یہ آفات خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے حقوق و فرائض بھولنے اور ادا نہ کرنے بلکہ ظلم میں بڑھنے کی وجہ سے آتی ہیں۔ اس لیے توجہ کریں۔ بعض سربراہان نے جواب بھی دیے۔ لیکن ان کے دنیاداری والے جواب تھے کہ ہم بھی یہی چاہتے ہیں (دنیا کی نظر سے لا اُبالی باتیں کیں۔ دین والی بات نہیں کی۔ خدا کا بہت بڑا خانہ جو بیچ میں تھا، میں نے بیان کیا تھا، اس کا ذکر ہی نہیں کیا۔) اور ضرور ایسا ہونا چاہیے۔ لیکن نہ یہ لوگ اپنی حالتوں کو بدلنے کی طرف عملی قدم اُٹھانا چاہتے ہیں نہ قوم کے ہمدرد بن کر قوم کو اصل مقصد کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ یہ جاننے کے باوجود کہ اس وبا کے بعد کے اثرات بہت خطرناک ہوں گے۔ یہ دنیا کے ہر لیڈر کو پتہ ہے۔ ہر عقلمند انسان کو پتہ ہے۔ ہر تجزیہ نگار کو یہ بات پتہ ہے لیکن اس کے باوجود اصل حل کی طرف توجہ نہیں ہے۔ صرف دنیا کی جو کوششیں ہیں اُسی کی طرف توجہ ہے۔

اس بیماری سے معاشی لحاظ سے نہ صرف انفرادی طور پر ہر فرد کمزور ہو رہا ہے۔ صحت کے لحاظ سے جو متاثرین ہیں وہ تو ہو رہے ہیں لیکن عمومی طور پر ہر ایک معاشی لحاظ سے بھی متاثر ہو رہا ہے۔ بلکہ بڑی بڑی امیر حکومتوں کی معیشتوں کی بھی کمریں ٹوٹ رہی ہیں۔ دنیا داروں کے پاس اس کا صرف ایک حل ہے کہ جب ایسی صورت حال ہو جائے گی، جب معیشت تباہ ہو جائے گی تو دوسرے چھوٹے ملکوں کی معیشتوں پر قبضہ کیا جائے۔ ان کو کسی طرح اپنے جال میں پھنسایا جائے، اپنے دام میں لایا جائے اور پھر بہانے بہانے سے ان کی دولتوں پر قبضہ کیا جائے۔ اس کے لیے بلاک بنیں گے اور بن رہے ہیں۔ سرد جنگ دوبارہ شروع ہو جائے گی۔ اور اب کہا جانے لگا ہے کہ ایک طرح سے شروع ہو گئی ہے۔ اور کوئی بعید نہیں کہ اصل ہتھیاروں کی جنگ بھی ہو جائے جو نہایت خوفناک جنگ ہو گی۔ پھر یہ لوگ ایک اَور گہرے کنویں میں گر جائیں گے۔ غریب ملک تو پہلے ہی پسے ہوئے ہیں، امیر ملکوں کے عوام بھی پسیں گے اور بڑی خوفناک حد تک پسیں گے۔

☆ … حضورِ انور نے جماعت احمدیہ عالمگیر کو اس صورتِ حال میں اپنا کردار ادا کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

پس اس سے پہلے کہ دنیا اس حالت کو پہنچے، ہمیں اپنا فرض ادا کرتے ہوئے دنیا کو ہوشیار کرنا چاہیے۔ پس یہ سال مبارکبادوں کا سال اُس وقت بنے گا جب ہم اپنے فرائض کو اس نہج پر ادا کرنے والے ہوں گے کہ لوگوں کو سمجھائیں، دنیا کو سمجھائیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ سب کرنے کے لیے ہمیں اپنی حالتوں کے بھی جائزے لینے ہوں گے۔ ہم جو زمانہ کے امام مسیح موعود اور مہدی معہودؑ کو ماننے والے ہیں۔ کیا ہماری اپنی حالتیں ایسی ہو چکی ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ خالصتاً للہ اس کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے والے ہیں۔ یا ابھی ہمیں اپنی اصلاح کرنے اور ایک دوسرے سے پیار و محبت کے جذبات کو غیر معمولی معیاروں تک لانے کی ضرورت ہے۔ پس ہر احمدی کو غور کرنا چاہیے کہ اس کے سپرد ایک بہت بڑا کام کیا گیا ہے۔ اور اس کے سرانجام دینے کے لیے پہلے اپنے اندر، اپنے معاشرے میں، احمدی معاشرے میں، پیار اور محبت اور بھائی چارے کی فضا کو پیدا کریں اور پھر دنیا کو اس جھنڈے کے نیچے لائیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا جھنڈا ہے، جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بلند کیا تھا۔ تبھی ہم اپنی بیعت کے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ تبھی ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے بن سکتے ہیں۔ تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہو سکتے ہیں۔ اور تبھی ہم نئے سال کی مبارکباد دینے کے اور لینے کے مستحق قرار دیے جا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہر احمدی مَرد، عورت، جوان، بچہ اور بوڑھا اس بات کو سمجھتے ہوئے یہ عہد کرے کہ اس سال میں نے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرنے کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو استعمال کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک احمدی کو اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری 2021)

ان دلوں کو خود بدل دے اے میرے قادر خدا
تو تو ربّ العٰلمین ہے اور سب کا شہریار
کیسے ہی وہ سخت دل ہوں ہم نہیں ہیں نا امید
آیت لَا تَیْئَسُوْا رکھتی ہے دل کو اُستوار
اک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فُرقاں کی طرف
نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ اور بچار

(اشعار کا حوالہ) مرسلہ: مریم رحمٰن

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

از سید شمشاد احمد ناصر، مربی سلسلہ امریکہ

گاؤٹ، نقرس، جوڑوں کا درد اور اس کا بروقت علاج

خاکسار نہ تو کوئی ڈاکٹر ہے اور نہ ہی حکیم، اس لیے پیشگی معذرت کے ساتھ یہ چند سطور لکھ رہا ہوں۔ یہاں یہ لکھنا شاید زیادہ مناسب ہوگا کہ

دنیا نے تجربات و حوادث کی شکل میں
جو کچھ مجھے دیا ہے وہ لوٹا رہا ہوں

(ساحر لدھیانوی)

جامعہ میں تعلیم کے دوران تھوڑی سی حکمت ضرور پڑھی تھی اور بچپن میں ایک حکیم صاحب کے پاس بھی کچھ دن ان کے دواخانے میں کام کرنے اور سیکھنے کا موقع ملا۔ اس وقت خاکسار غالباً پانچویں جماعت کا طالب علم تھا۔ یہ صرف دلچسپی کی حد تک تھا۔ کوئی خاص قابل ذکر حکمت نہیں سیکھی تھی۔ اس دور میں جامعہ احمدیہ میں طبّ پڑھنا ضروری ہوتا تھا۔

اپنے مضمون کا عنوان خاکسار نے گاؤٹ یا نقرس رکھا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں یہ مرض ہے کیا؟

گاؤٹ یا نقرس۔ وجع المفاصل کی ایک قسم ہے جسے جوڑوں کا درد بھی کہتے ہیں۔ اس مرض میں ہاتھ، پاؤں اور ٹخنے کے چھوٹے جوڑوں میں درد اور ورم ہوتا ہے۔ خصوصاً پاؤں کے انگوٹھے سے یہ مرض شروع ہوتا ہے۔ اس بیماری کی اصل وجہ خون میں یورک ایسڈ کی مقدار کا زیادہ بڑھ جانا ہے۔ اگر بروقت علاج نہ کیا جائے یا متوازن خوراک کا استعمال نہ کیا جائے تو پھر اس کے بہت برے اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں۔ مرض بڑھنے پر جوڑوں میں درد، سختی اور سوجن ہونے لگتی ہے۔ چلنے پھرنے میں دشواری ہونے لگتی ہے۔ بعض اوقات جوڑوں کے اردگرد جلد سرخ اور متورم بھی ہو جاتی ہے۔

یورک ایسڈ

اگر ہمارا جسم بہت زیادہ مقدار میں یورک ایسڈ پیدا کرے تو اس کا نمک ہمارے جوڑوں میں جمع ہو جاتا ہے اور پھر یہی سوزش اور درد کا باعث بھی بنتا ہے اور اسے گنٹھیا کہا جاتا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو اس بیماری کی وجہ ہماری روزمرہ کی غذائیں ہیں۔ اگر ہم ایسی غذائیں استعمال کر رہے ہیں جن میں پیورین زیادہ ہے جو کہ یورک ایسڈ بناتی ہے۔ جب اس کی مقدار زیادہ ہو جائے تو پھر اس سے ہمارے گردے متاثر ہونے لگتے ہیں اور ان میں پتھری پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے جو کہ اور بھی زیادہ تکلیف اور پریشانی کا باعث بنتی ہے۔

ایک غفلت

ہم تکلیف برداشت کرنے والی قوم ہیں اور بیماری کا علاج اس وقت کرتے ہیں جب پانی سر کے اوپر سے گزرنے لگتا ہے۔ اس سے قبل نہ ہی بیماری کو بیماری سمجھتے ہیں اور نہ اس کے علاج کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ بلکہ الٹے سیدھے ٹوٹکے شروع کر دیتے ہیں اور اپنے ہی ڈھکوسلے سے اپنا ہی علاج شروع کرتے ہیں جس کے باعث وہ بیماری مزید ترقی کرتی ہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہمارے ایک بہت عزیز دوست کو ہارٹ اٹیک ہوا۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید پیٹ میں درد ہے۔ انہوں نے دہی کی لسی بنا کر پی لی۔ جب تکلیف اور زیادہ ہوئی تو انہوں نے مزید لسی پی کہ شاید پیٹ میں کچھ گڑبڑ ہے اور غالباً چورن بھی لیا۔ حسن اتفاق سے کسی ڈاکٹر نے دیکھا تو فوراً ہسپتال لے جانے کو کہا۔ وہاں جا کر ٹیسٹ وغیرہ کیے تو پتہ چلا کہ ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ یہ تو شکر ہے کہ انہیں ڈاکٹر میسر آ گیا ورنہ اگر وہ تیسری بار بھی پیٹ کا درد سمجھ کر لسی پی لیتے

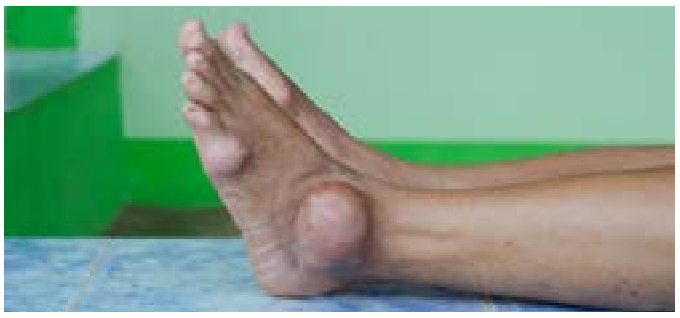

تو معاملہ مزید سنجیدہ ہوسکتا تھا۔ یہاں یورپ اور امریکہ میں تو اکثر لوگوں کو دیکھا ہے کہ تھوڑی سی بھی تکلیف ہو تو فوری ڈاکٹر کی طرف رجوع کرتے ہیں جو کہ بہت اچھی بات ہے۔

یورک ایسڈ کی زیادتی سے دیگر عوارض اور احتیاط

جوڑوں کا درد اور نقرس اسی کا باعث ہے اور اس کے بڑھنے کی وجہ بلڈ پریشر، موٹاپا اور خون کی کمی وغیرہ بھی ہیں۔ غذائیں جن کی وجہ سے یورک ایسڈ یا پھر جن غذاؤں میں زیادہ پیورین ہوتی ہے ان کے کھانے سے یورک ایسڈ بڑھتا ہے۔ ان میں کمی کی جائے۔ جب نقرس یا گاؤٹ کا مرض ہو اس وقت تو وہ قریباً چھوڑنی ہی پڑتی ہیں۔ لیکن بعد میں اعتدال کو مدنظر رکھا جائے۔ جو بات اس وقت تک سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ مندرجہ ذیل غذاؤں سے فوری پرہیز کیا جائے۔

1۔ بڑا گوشت خصوصاً جس میں نہاری، گردے، مغز اور کلیجی ہو۔ نیز چھوٹا گوشت بھی سرفہرست ہے۔

2۔ اس طرح مچھلی کی بعض اقسام ہیں وہ بھی نہ لی جائیں جیسے ٹونا، جھینگا اور سارڈین ہے۔ نیز ہر قسم کے شرمپ بھی کیونکہ ان میں پیورین کی زیادہ مقدار ہوتی ہے۔

3۔ بازاری کھانے جس میں بہت زیادہ گرم مصالحے اور آئل استعمال کیا گیا ہو جیسے سموسے پکوڑے اور دیگر تلی ہوئی اشیاء شامل ہیں۔

4۔ سبزیوں میں مشروم، گوبھی، پالک وغیرہ سرفہرست ہیں اور اسی طرح چنے یا چنے کی دال، ماش کی دال، ٹماٹر، لوبیا وغیرہ بھی اسی ذیل میں آتے ہیں۔

کون سی غذائیں یا سبزیاں اور پھل استعمال کیے جانے چاہیے؟

1۔ کثرت کے ساتھ پانی پئیں۔ میں نے ایک جگہ ایک حکیم کا مقولہ پڑھا تھا کہ اگر میں یہ کہوں کہ پانی سے مردہ بھی زندہ ہوسکتا ہے تو یہ مبالغہ نہیں ہوگا۔

2۔ سیب کا استعمال روزانہ کریں۔

3۔ کیلا، مالٹا، سنگترہ اور لیموں کا کثرت سے استعمال رکھیں۔

4۔ اگر ہو سکے تو سرکے کا استعمال بھی روزانہ کریں۔ صبح نہار منہ ایک دو چائے کے چمچ سرکہ پانی میں ڈال کر پی سکتے ہوں تو یہ بہت مفید ہے. یاد رہے کہ سرکہ کیمیکل والا نہ ہو اور لیموں کا پانی بھی اگر پی سکتے ہوں تو سب سے عمدہ علاج ہے۔

5۔ روزانہ ورزش کریں۔ پیدل چلیں۔ اپنے جسم کو حرکت میں رکھیں۔ جہاں کھانا کم کھائیں وہاں پیدل چلنے کو یا سائیکلنگ کو بھی روزمرہ کی عادت بنالیں۔

6۔ اگر موٹاپا ہے تو اسے بھی کم کریں۔ مذکورہ بالا غذائیں اور پھل موٹاپے کو کم کرنے میں بھی مدد دیں گے۔

7۔ ایسے احباب اور دوست جن کا کام ہی صبح سے شام کرسی پر بیٹھنے والا ہے، دفتری کام ہے یا انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کا کام ہے انہیں خاص طور پر پیدل چلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ صاف ستھری آب و ہوا، ورزش اور پیدل چلنا، اس بیماری کے بچاؤ میں بہت اہم ہیں۔

8۔ ہر قسم کی بیریز اور چیریز بھی استعمال کریں۔

9۔ کھیرے، گاجر اور چقندر بطور سلاد بھی استعمال کریں اور ان کا جوس بھی استعمال کریں۔ یہ سب چیزیں یورک ایسڈ کو کم کرنے میں مدد دیتی ہیں۔

10۔ فائبر والی غذائیں استعمال کریں۔ قبض کرنے والی نہ کھائیں۔ وٹامن سی کا استعمال بھی بہت اچھا ہے۔

11۔ زیادہ میٹھی اشیاء سے پرہیز کریں۔ جس میں خصوصاً ہر قسم کا سوڈا شامل ہے۔ نیز کسی بھی قسم کا سافٹ ڈرنک استعمال نہ کریں.

12۔ جہاں تک چائے اور کافی کا تعلق ہے۔ دن میں ایک آدھ بار ٹھیک ہے۔ ان میں چینی کا استعمال کم کریں۔

13۔ سگریٹ نوشی سے بچیں۔

14 مولی کا استعمال بھی بہت اچھا ہے۔

15۔ اجوائن کا قہوہ بھی بہت مفید ہے۔

16۔ ہلدی کا استعمال بھی بہت مفید ہے۔ آج کل بازار میں تازہ ہلدی بھی مل جاتی ہے۔ جس کے چھوٹے چھوٹے قتلے کاٹ کر بطور سلاد بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

17۔ ادرک کا استعمال کسی بھی طریق سے مفید ہے جیسے کھانے میں اور اس کی چائے یا قہوہ بنا کر استعمال کریں۔ آج کل سردیوں میں بہت مفید ہے۔

18۔ اپنے ڈاکٹر سے ضرور مشورہ کرتے رہیں۔

خاکسار نے اس مضمون میں چند بنیادی باتیں لکھی ہیں۔ کیونکہ بنیادی باتوں کا علم نہ ہونے کی وجہ سے بہت نقصان اور تکلیف اٹھانا پڑتی ہے۔ اگر ان بنیادی باتوں پر عمل ہو جائے اور صحت کے سلسلے میں ان امور کا خیال رکھا جائے تو بہت بچت ہو جاتی ہے۔ ایک دوست جن کو یہ بیماری تھی انہوں نے بتایا کہ چونکہ مجھے ان چیزوں کا علم نہ تھا۔ اگرچہ علاج کراتا رہا لیکن کسی بات کا پرہیز نہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ گردے متاثر ہو گئے اور پھر آپریشن کروانا پڑا۔ ان باتوں پر عمل کرنے سے اور بھی بہت سی بیماریوں سے بچا جا سکتا ہے۔ ہر شخص کی طبیعت الگ قسم کی ہے اور اس کے جسم کی ساخت، جسم کے اندر تغیرات غذاؤں کی وجہ سے ہر ایک کے الگ الگ ہیں۔ ساری باتوں کا نچوڑ وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے فرمایا ہے کہ تھوڑا کھائیں۔ بھوک رکھ کر کھائیں اور اعتدال میں رہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے لیے روزانہ پیدل چلنے اور ورزش کی عادت سے رہنمائی فرمائی ہے اور اس وقت میں سب سے عمدہ بات یہی ہے کہ غذا کو متوازن رکھیں، ورزش کریں، پانی پئیں اور پیدل ضرور چلیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو کامل صحت سے نوازے۔ آمین

طلوع وغروب آفتاب

06فروری2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:38	18:14
مدینہ منورہ	05:41	18:11
قادیان	05:55	18:07
ربوہ	05:35	17:47
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:03	17:03